انوار الصوفیہ

مئی جون 1959

کشمیر سے جنوبی دکن اور پشاور سے کلکتہ تک آپ نے ہزاروں سفر بلحاظ موسم و وقت صرف خدمت اسلام کی خاطر فرما کر ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں بندگانِ خدا کو دولت ایمان عرفان سے مالا مال فرمایا۔ چنانچہ ۱۹۴۹ء میں لائل پور۔ جھنگ کا سفر فرما کر بے دینی کے سیلاب کا انسداد فرمایا۔ سنہ ۵۱ء میں فتنہ نارووال جو شیعہ سنی اختلافات میں رونما تھا۔ متواتر پانچ جمعہ تک سخت گرمیوں کے باوجود آپ کی پیشگوئی کے مطابق سفر فرما کر اپنے مواعظہ حسنہ سے شیعوں کا ردِ عمل کیا۔ حتےٰ کہ جس جگہ آپ نے وعظ مبارک فرمایا تھا۔ وہاں مسجد تعمیر ہو گئی۔ جس میں آپ نے کماحقہٗ امانت مالی بھی فرمائی۔ آج آرام سے وہاں کثیر تعداد میں اہل سنت جمع ہو کر فرائض پنجگانہ ادا کرتے ہیں۔

1959 May June

خدمتِ اسلام کی انتہا

آپ خود فرمایا کرتے۔ کہ جب تک میں دین و اسلام کا کوئی کام نہ کر لوں۔ اس دن ایک لقمہ کھانا بھی حرام سمجھتا ہوں۔ اسی لئے آپ ہر محبت میں مسائل فقہ۔ اصول معاشرت۔ اسلام کی تعلیم فرمایا کرتے۔ اور یہ آپ کی طبیعت ثانیہ بن چکی تھی۔ جو عورت یا مرد آپ سے دعا یا تعویذات کے لئے رجوع کرتے آپ ان سے تین بار کلمہ شریف پڑھا کر نماز و ارکان اسلام کی پابندی کا عہد لیا کرتے۔ یہاں تک فرماتے کہ جس دن نماز نہ پڑھو گے۔ کھانا پینا خنزیر۔ خنزیر۔ خنزیر یہ الفاظ سائل سے کہلواتے۔ تاریخ اتنی سرگرم خدمتِ اسلام کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ یا یوں تصور فرمائیے۔ کہ خدمت اسلام میں اتنی سرگرمی تاریخ میں آپ اپنی نظیر ہے۔

وارکعو مع الراکعین کی تفسیر

آپ کی مبارک زندگی پابندی احکام خداوندی۔ اتباع سنت نبوی اور تقلیدِ سلف صالحین کی کامل ترین نمونہ تھی۔ کوئی فعل آپ سے ایسا سرزد نہ ہوا۔ جس میں اسکی رعائت نہ ہو۔ عبادات و انتقال طریقہ ہوں خواہ امور دنیوی سفر ہو یا حضر ہر حالت میں ان حدود سے آپ نے تجاوز نہ فرمایا۔ جو قال تھا۔ وہ حال تھا۔ لِمَ تقولُونَ مَا لَا تفعلون کا عملی نمونہ تھا۔ عملاً آپ کی زندگی مبارک وارکعو مع الراکعین کی منہ بولتی تصویر تھی۔ ساری زندگی پاک میں آپ کی کوئی نماز قضا ہونا تو درکنار بلا جماعت نہ ہوئی۔ حتیٰ کہ شبِ وصال حق آپ نے عشا کی نماز باجماعت ادا فرمائی اور یہی تعلیمات آپ نے اپنے ارادتمندوں عقیدتمندوں اور اہل خاندان کو دی ہے۔

حالتِ سحر خیزی

سحر خیزی آپ کی عادت ہو چکی تھی۔ بلکہ یوں کہئے۔ کہ آپ سحر کے انتظار میں شب بیدار رہتے۔ لبسا اوقات آپ اکثر راتوں کو کبھی دو بجے کبھی تین بجے وضو فرما کر تہجد میں مشغول ہو جاتے اور اپنے خدام کو حکم فرماتے کہ سونے والوں کو نماز تہجد کے لئے جگا دو۔ بعض اوقات سختی سے بھی گریز نہ فرماتے۔ کیونکہ آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ مومن پر اس وقت کا سونا حرام اور کافر کا جاگنا حرام۔

اعلائے حکمتہ الحق

اعلائے حکمتہ الحق میں آپ نہائیت بے باک واقع ہوئے تھے۔ اس معاملہ میں آپ سر دھڑ کی بازی لگا دیتے چنانچہ

انوار الصوفیہ رسالہ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری نے انجمن خدام الصوفیہ کے زیر اہتمام ۱۹۰۴ کو شروع کروایا تھا رسالہ انوار الصوفیہ کی ۴۲ جلدیں مہیا کرنے پر جناب محمد محمود صاحب کا مشکور ہو اور ان رسائل کا سکین کا تمام کام شیخ معزالدین فاونڈیشن کے بانی جناب پروفیسر محمد عاطف صاحب نے کروایا ہے،(بختیار حسین جماعتی) رسائل کی لسٹ درج ذیل ہے

پروفیسر محمد عاطف
خلیفہ مجاز شیخ معزالدین طالبی جماعتی

شیخ معزالدین فاؤنڈیشن لاهور

1	1950 February	15	1965 March	29	1973 October
2	1950 March	16	1966 September	30	1973 November
3	1959 May June	17	1966 October	31	1974 February
4	1959 Sept October	18	1966 November	32	1974 April
5	1961 March	19	1967 October	33	1974 May June
6	1961 September	20	1968 October Nov	34	1974 July
7	1961 October Nov	21	1971 Agust	35	1974 May June
8	1962 April	22	1971 December 1972 Jan	36	1975 Agust
9	1962 January	23	1971 May	37	1975 July
10	1962 November	24	1971 July	38	1975 May
11	1962 December	25	1971 Semptember	39	1975 September
12	1963 March	26	1972 April	40	1976 Nov Dec
13	1964 May JUne	27	1973 January	41	1976 Sep Oct
14	1964 JUNE	28	1973 September	42	1977 March April

چنانچہ آپ کی بے باکی کے مظاہرے نہ صرف عوامی زندگی میں دیکھے گئے۔ بلکہ باجبروت حاکموں اور قہرمان بادشاہوں کے درباروں میں بھی آپ نے صدائے حق بلند کی۔ آپ نے شاہ افغانستان امان اللہ خاں شاہ حجاز ابن سعود۔ شاہ دکن نواب عثمان علی خاں اور میسور میں راجہ میسور جیسے جلیل القدر بادشاہوں اور انگریز آفیسر والیے کبھی مرعوب نہ ہوئے۔ اور اعلائے کلمۃ الحق سے دریغ نہ فرمایا۔

سیّد کی شان

قربان جاؤں آپ کے قول صادق پر فرمایا کرتے جو سیّد ہے۔ وہ ڈرتا نہیں اور جو ڈرتا ہے وہ سیّد نہیں کی تائید و تکمیل ہر موقعہ پر فرمائی۔ ان تمام امور کی سر انجام دہی کسی لالچ کسی ترغیب و تحریص کی بنا پر نہ تھی۔ بلکہ آپ اس خدمت پر مامور مِن اللہ تھے۔ آپ کا قلب مبارک ہر قسم کے خوف و ریخ۔ حرص و ہوا۔ بغض و حسد اور کینہ کی کدورتوں سے شیشۂ مصفا سے زیادہ پاک تھا۔ آپ کا ہر فعل امر غیبی کی تعمیل میں صادر ہوتا۔ اور ہر مہم میں کامیابی آپ کے قدم چومتی۔ کیونکہ اکثر مہمات کے موقعہ پر آپ فرمایا کرتے۔ کہ میں خود نہیں آیا۔ کسی کا بھیجا ہوا آیا ہوں۔

دینی انجمنیں اور سوسائٹیاں

آپ نے اپنی طویل حیات میں دنیا کے تمام اہم امور میں حصّہ لیا۔ کیا سیاسی کیا سماجی۔ کیا تعلیمی۔ کیا مذہبی۔ ہر مجلس میں آپ بفضل ایزدی صدر رہے۔ اور دینی انجمنوں اور سوسائٹیوں بیش از بیش مالی امانت فرما کر مستفیض فرمایا گاندھی سے لے کر قائد اعظم محمد علی جناح تک نے آپ کی عظمت و روحانی برتری کو تسلیم کیا۔ اور آپ کے آگے زانوئے ادب تہ کیا۔ شہنشاہ ترکی غازی عبدالحمید خاں نے آپ کی دینی خدمات کے صلے میں تمغات اسناد عطا فرمائے۔ والیٔ دکن عثمان علیخاں آپ کی تعریف میں رطب اللسان ہی نہ تھے۔ بلکہ ارادتمند اور عقیدتمند بھی تھے۔ دنیا کا کوئی جیّد عالم ایسا نہ تھا۔ جس نے آپ کے علوِ مرتبت دینی خدمات اور روحانی برتری کا اعتراف نہ کیا ہو۔

(ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہٗ (توکل اور قناعت میں شان امتیاز)

حضور قبلہ عالیہ طبعاً متوکل اور قانع تھے۔ سوائے اللہ تبارک و تعالیٰ کے اور کسی کو اپنا کفیل تصور نہ فرماتے۔ جو کچھ آپ کے پاس موجود ہوتا۔ اُسے راہ خدا میں صرف فرماتے آپ نے کبھی ایک روپیہ بھی اپنی جیب میں نہ رکھا۔ جو کچھ آپ کی خدمت میں مالی یا نقدی بطور نذرانہ پیش کی جاتی۔ آپ اسے اپنے خادم خاص کے خدا سے فرما دیتے۔ کتنا آیا کتنا دیا گیا۔ کا خیال بھی نہ ہوتا بے حساب لینے اور بے اندازہ مستحقین اور محتاجوں میں تقسیم فرما دیتے۔ اپنی کسی حاجت کو اپنے کسی یار۔ عزیز۔ رشتہ دار سے بیان نہ فرماتے۔ بلکہ خدائے بزرگ و برتر کے کرم کے منتظر رہتے۔ مانگنے والوں کی ہر حاجت کو پورا کرنے میں ہر وقت مستعد رہتے۔

اتفاق سے کوئی سوالی نہ آیا۔ تو آپ کبیدہ خاطر رہتے۔ آپ کا قول مبارک تھا۔ کہ سوالی جائے نہ خالی۔

۱۔ چنانچہ ۴۹ء میں آخری حج کے موقعہ پر واپسی میں ایک سوالی نے آپ سے حجرہ شریف میں سوال کیا۔ آپ نے صاحبزادہ عالیقدر مخدومی حضرت الحاج حافظ پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب کو اس شخص کی حاجت روائی کے لئے فرمایا۔ صاحبزادہ صاحب نے عرض کیا۔ کہ حضرت سفر طویل ہے۔ ہمارے پاس جو کچھ تھا۔ وہ سب کچھ خرچ ہو گیا ہے۔ آپ کے اصرار پر صاحبزادہ صاحب نے اپنے سامان کی تلاشی لی۔ تو بستر میں چند حجازی سکے ہے۔ جو آپ کے ارشاد پر صاحبزادہ صاحب نے سب دے دیئے اور فرمایا۔ ہمارا یا بھذرب کے خزانے میں ہے۔ جہاں کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔ ابھی تھوڑی دیر نہ گزری تھی۔ کہ ایک شخص آپ کی ملاقات کے لئے آیا۔ اور اس نے -/۴۰۰ روپے بطور نذرانہ آپ کی خدمت میں پیش کئے۔

۲۔ ایک اور موقعہ پر جہاز کے سفر کی تمثیل۔ جہاز کا ساحل سے روانہ ہونا۔ اور اسی وقت طوفان کی زد میں آنا۔ ہر تک طوفان میں رہنا۔ لوگوں کو ادارہ کے ختم ہونے کا اندیشہ۔ آپ نے اپنا تمام کا تمام زادراہ خدا کی راہ خرچ کرنا اور تمام اہل جہاز کو کھلا دینا۔ یاروں کے استفسار پر آپ نے فرمایا کہ ہمارا جواب خشکی میں ہے۔ وہی تری میں بھی ہے گھبرانے کی کیا ضرورت ہے جہاز کا طوفان سے نکلنا اور جہاز کے کپتان کا سلامی کے لئے حاضر ہونا۔ تاخیر کی معافی مانگنی اور عورت کے لئے عرض کرنا۔ برادر محترم سید عابد حسین صاحب زیدی آکر فرماتے۔ ترجمانی کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ حضور غیر کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا تناول نہیں فرماتے۔ چنانچہ کپتان جہاز نے آٹے کی بوریاں۔ چاول کی بوریاں۔ گھی کے کنستر اور چینی وغیرہ خشک بھیجدی۔ تمام ہمراہیان انگشت بدنداں رہے کسی نے کیا خوب فرمایا ہے۔

جے توں میرا ہو رہیں۔ سب جگ تیرا ہو۔

روحانی کرشمہ

پارہ ۱۰ سورہ توبہ رکوع ۲ ارشاد

ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ قل ان کان اباؤکم وابناؤکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال اقترفتموھا وتجارۃ تخشون کسادھا ومسکن ترضونھا احب الیکم من اللہ ورسولہ وجھاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ واللہ لا یھدی القوم الفسقین

ترجمہ:۔ یا رسول اللہ آپ فرما دیجئے۔ کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے۔ اور تمہارے بھائی اور بیبیاں اور تمہارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس میں مندا ہونے کا اندیشہ ہو۔ اور وہ گھر جس کو تم پسند کرتے ہو۔ تم کو اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اسکی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہوں۔ تو تم منتظر رہو۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ اپنا حکم بھیجدیں۔ اور اللہ تعالےٰ فاسقوں کو ہدایت نہیں کرتا۔

آپ کی عمر شریف قریباً ۱۱۵ برس تھی۔ آپ نے اپنی زندگی پاک میں ۵۷ بار سفر حجاز اختیار کیا۔ ویسے تو بفضل ایزدی باطنی طور پر ہر وقت ہر لحظہ ہر آن ہر پل حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت گرامی میں رہتے تھے لیکن ظاہراً آپ نے ۵۷ بار مدینہ طیبہ کی حاضری

کا شرف حاصل کیا۔ اور بیعت نبی کی زیارت سے بہرہ اندوز ہوئے ۱۹۵۹ء میں آپ کا الوداعی حج شریف تھا۔ الحمد للہ اس وقت یہ فقیر بھی ساتھ تھا۔ یہ حج مبارک ایک عجیب نوعیت رکھتا تھا۔ اندازہ فرمائیں۔ کہ آپ کی بینائی میں کمزوری جسمانی طاقت ندارد۔ چلنے پھرنے سے قاصر۔ تمام اہل بیت مدینہ طیبہ اور مکہ معظمہ جانے سے روکتے ہیں کیونکہ دیکھتے ہیں۔ کہ آپ کا وجود پاک صرف چند ہڈیوں کا مجموعہ ہے۔ گوشت کا نام ونشان نہیں۔ اس پر طرہ یہ۔ کہ بدنی طاقت بالکل ندارد۔ حالانکہ رب دوجہاں کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ من استطاع الیہ سبیلا۔ یہ ایسا جامع ارشاد پاک ہے۔ کہ جس میں مالی اور بدنی دونوں طاقتوں کیطرف اشارہ ہے۔ لیکن حضرت امیر ملت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے جذبات ظاہری و باطنی کا ملاحظہ فرمائیے۔ کہ کشاں کشاں مدینہ طیبہ کیطرف پرواز کر رہے ہیں۔ آخر علی پور شریف سے اپنی اولاد پوتے۔ پڑپوتوں تمام اہل بیت جائیداد غیر منقولہ و دیگر خویش داؤں کو بحوالہ خدا کر کے مدینہ طیبہ کے جادہ پر گامزن ہوتے ہیں۔ مکہ معظمہ میں منقولہ فقیر نے دیکھا۔ کہ آپ کو تھوڑی دیر سے سوزش کے ساتھ پیشاب آتا رہا (کہ ایک منٹ میں کئی بار پیشاب آتا ہے۔ اور پھر جلن کے ساتھ) یہاں تک کہ الوداعی طواف سے بھی معذور رہے ہیں)

لیکن صاحب لولاک صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت میں شرابور ہیں۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ زیارت کی تمنا میں خیال رنج وراحت کیا۔ کنکڑی جو راہ میں پڑتی اٹھانے اپنی اٹھاتے اپنی آنکھوں سے یہ شعر میرا ہمیشہ رفیق سفر بنا رہے۔ اب آپ اندازہ لگائیں کہ یہ جسمانی حج شریف ہے۔ یا ایک روحانی کرشمہ ہے۔ دنیا کو دکھا دیا۔ کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت پر اس طرح تن من دھن نثار کیا جاتا ہے۔ آخر مدینہ شریف سے واپس آتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ مردہ گیا تھا زندہ ہو کر آگیا ہوں۔ آپ کی ملی وقومی خدا کے انکسار پیش نظر کی انتہا برصغیر پاک و ہند کے تمام مسلمانوں نے راولپنڈی کانفرنس کے اجتماع عظیم میں امیر ملت کا اعزاز آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ مولوی عبدالحق صاحب محدث نے مکہ مکرم سے سند محدثیت عطا فرمائی۔ (غالباً دوسرے حج کے موقع پر) آپ نے عرب وعجم کو اپنے مواعظ حسنہ سے مستفیض فرمایا۔ آپ مجدد زماں اور قیوم وقت تھے۔ لیکن جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں باریابی کا شرف حاصل کرتے ہیں۔ تو زبان مبارک پر کیا شعر آتے ہیں۔

اشعار اردو

سب کچھ ملا جو مل گئی اس دربار کی حاضری ؛ گو ملک و مال و خویش و وطن سے جدا ہوا۔
قابل تھا نہ کہ مجھے جنت ہوئی نصیب ؛ اس در کی حاضری سے میری قسمت بدل گئی۔

ادب کی انتہا

آپ بالعموم فرمایا کرتے ادب تاجیست از فضل الٰہی بنہ برسر برو ہر جاکہ خواہی ترجمہ اللہ پاک کے فضل سے ایک تاج ہے۔ اے انسان تو جس جگہ جائے۔ اسکو سر پر رکھ۔ یعنی ہمیشہ ادب اختیار کرے۔ آپ فرماتے۔ باادب

بانصیب بے ادب بے نصیب یہ صرف قال ہی قال نہ تھا۔ بلکہ حال کے متعلق بھی ذرا سن لیجئے۔ فقیر نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ آپ کے برادر بزرگ قبلہ محترم جناب پیر سید نجابت علی شاہ صاحب بقید حیات تھے۔ آپ تشریف فرما تھے۔ کہ برادر بزرگ تشریف لے آئے آپ فوراً اپنی جگہ سے اٹھ بیٹھے۔ اور اپنی جگہ پر شاہ صاحب موصوف کو بٹھا دیا۔ اس سے آگے سنئے قبلہ محترم جناب حکیم مولوی صوفی خادم علی صاحب فرمایا کرتے ہیں۔ کہ آپ ایک دفعہ مدینہ طیبہ میں تہجد کے وقت مسجد نبوی میں تشریف لے جا رہے تھے انہوں نے نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ فوراً کتے کے اوپر پاؤں رکھ دیا اور کتا چلا اٹھا۔ حضرت صاحب امیر ملت رض نے فرمایا اور بے دین تیرا اس کتے نے کیا بگاڑا۔ کہ تو نے اسکو تکلیف دی۔ جونہی آپ نے کتے کی آواز سنی مضطرب اور بے قرار ہو گئے۔ کتے کو گود میں اٹھا لیا۔ اور گھر لے جا کر اسے دودھ وغیرہ پلایا۔ یہ عاشقان مصطفٰے کا حال ہے۔ کہ مدینہ طیبہ کے کتوں کی تکلیف بھی گوارا نہیں فرماتے۔ اس واسطے سرکار علی پور رض نے فرمایا۔ کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دربار شریف کے کتے بھی آواز سے نہیں بھونکتے۔ انسان کو ان سے زیادہ پاس ادب ملحوظ رکھنا چاہیئے۔

اہل مدینہ سے محبت اور اپنے نانا جانؐ کی امت کی حفاظت

آپ کے ہر رگ و ریشہ میں عرب شریف اور اہل عرب شریف کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اہل مدینہ کی ذرہ بھر تکلیف بھی گوارا نہ تھی۔ جونہی اہل مدینہ کی تکلیف کو سنا۔ دھڑا دھڑ روپیہ بھیجنا شروع کر دیا۔ چنانچہ قریباً تین لاکھ روپے کی کثیر رقم یکے بعد دیگرے آپ نے ارسال فرمائی۔ یہ کام ایک حکومت بھی جو برسر اقتدار ہو کرنے سے قاصر ہے۔ اسی طرح انڈیا میں جب دیکھا۔ کہ نانا جان صلعم کی امت کو شدھی بنایا جا رہا ہے۔ تو آپ نے سر دھڑ کی بازی لگا دی بذات خود بہ نفس نفیس آپ کی ذات والا صفات آگرہ ریاڑ وغیرہ میں تشریف لے گئے۔ علمائے دین کا خرچ اپنے ذمہ قریباً ۴۰ سکول وہاں کھلوائے۔ انسپکٹر وہاں مقرر کر دیئے۔ قریباً ایک لاکھ سے زائد رقم خرچ کر دے۔ اور مسلمانوں کو شدھی ہونے سے بچا لیا۔ بلکہ سینکڑوں نہیں لاکھوں کو مسلمان بنایا۔ اس طرح سے اپنے نانا جان کی امت کی حفاظت کی۔

گورنمنٹ برطانیہ سے ٹکر

آپ کی طبیعت مبارکہ میں جمال ضرور تھا۔ لیکن جب کبھی جلال آ جاتا۔ تو بڑی بڑی حکومتیں سرنگوں ہو جاتیں۔ مثال کے طور پر گورنمنٹ برطانیہ نے شاردا ایکٹ ایک قانون نافذ کیا۔ جس میں پاس کیا۔ کہ آئندہ نابالغوں کا نکاح ہرگز ہرگز نہ کیا جاوے۔ چونکہ اسلام نے اجازت دی ہے لہٰذا آپ نے دیکھا۔ کہ حکومت اسلام میں مداخلت کر رہی ہے۔ بغیر سوچے سمجھے اسی لاش کر دو تو

نکاح نابالغوں کے کروا دیئے۔ آخر حکومت نے سرنگوں کر لیا۔ اور طبع شدہ یا نافذ شدہ قانون واپس لے لیا۔

آپ کی تعلیم اور اثر

آپ کی تعلیم پاک کوئی انوکھی اور نئی تعلیم نہ تھی۔ بلکہ وہی تعلیم جس کو خدائی لایزال نے قرآن حکیم میں کرنے کا حکم دیا۔

۱۔ تعلیم: آپ کا پہلا سبق۔ نماز پڑھو جان جائے۔ تو جائے۔ لیکن نماز نہ جائے۔ اسکے واسطے خالق کائنات نے قریباً ۷۵۰ بار ارشاد فرمایا۔ (بے نماز کا چہرہ دیکھنے سے خنزیر بھی پرہیز کرتا ہے۔)

۲۔ مراقبہ کرنا:۔ یعنی نماز کے بعد فوراً ذکر الہی میں مصروف ہونا۔ پارہ ۵ فاذا قضیتم الصلوٰۃ فاذکروا اللہ قیاماً وقعوداً وعلے جنوبکم۔ جب تم نماز ادا کر چکو۔ فوراً اللہ تعالےٰ کا ذکر کھڑے ہو کر بیٹھ کر۔ اور اپنی کروٹوں پر یعنی ہر حال میں چلتے پھرتے بیٹھتے کھڑے ہوئے۔ لیٹے ہوئے۔ وغیرہ وغیرہ اسی طرح فقیر نے ستمبر ۱۹۵۰ء میں ذکر اور اسکی فضیلت پر بالوضاحت مضمون لکھا ہے۔

۳۔ درود شریف پڑھنا: ارشاد باری تعالےٰ۔ ان اللہ وملٰئکتہ .... الخ

۴۔ نوافل تہجد:۔ فتہجد بہ نافلۃ لک .... الخ

آپ پس ثابت ہوا۔ آپ نے وہی اسباق پڑھائے یا دیئے۔ جن کے لئے خدا بزرگ و برتر نے نہائیت شدود کے ساتھ ارشاد فرمایا۔ اور جن کی اتباع نہائیت لازمی ہے۔

تعلیم کا اثر:۔ سینکڑوں نہیں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں عاشق جناب مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم بن گئے۔ ڈاکوؤں اور رہزنوں سے قطب اور ولی بن گئے۔ بے نماز نمازی تہجد خواں اور اشراق کے پروانہ ہو گئے۔ انہی کفار لوگوں کیطرف خدا تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصٰدقین۔

(۱) اے ایمان والو اللہ پاک سے ڈرو اور صادقین کی معیت اختیار کرو۔

(۲) پارہ نمبر ۲۵ سورہ زخرف رکوع ۵ الاخلاء یومئذ بعضھم لبعض عدو الا المتقین۔

تمام دنیوی دوست اس روز ایک دوسرے کے یہ اشارہ بھی حضرت امیر ملت کیطرف ہے۔ دشمن ہو جائیں گے: بجز متقین۔ یعنی قیامت کے دن صرف یہی ذات باذن اللہ شافع ہو گی۔ انہی کی اتباع کی زیادہ ضرورت ہے۔

۵۔ اخلاق سے اپنے احباب ہی نہیں۔ بلکہ قولوا للناس قولاً کریما کی بولتی تصویر نظر آتی ہے۔ (۶) جس نے آپ کو ایک دفعہ دیکھ لیا۔ پس گرویدہ ہو گیا۔ مہمان نوازی کا نقشہ آپ اس وقت دیکھ رہے ہیں۔ آپ اور آپ کا خاندان مہمان نوازی میں بے نظیر ہر یگانہ و بیگانہ کے لئے پر تکلف دعوت موجود ہے۔ (۷) آپ کی نظر سیھا اکثر انگریزی خوانوں سے زیادہ تھی۔

جانِ تصوّف

محترمی از حضرت شاہ انصار الہ آبادی

محمد نے اٹھایا رخ سے یوں پردہ حکمت کا
کہ خود جلووں کو بھی لطف آگیا اپنی حقیقت کا

ہمیں خطرہ نہیں، اشک ندامت سے ندامت کا
ہم ان کے ہیں جنہیں بخشا ہے حق نے حق شفاعت کا

کوئی آساں نہ تھا مٹی میں، جذب حسن ہو جانا
نبی نے رکھ لیا پردہ مذاق آدمیت کا

نجانے کون کہتا تھا کہ بازار مدینہ میں
تماشا دیکھتا ہے کوئی خود اپنی حقیقت کا

محبت آشنا آنکھیں ذرا کچھ پھول برسائیں
کہ جلووں کو یقیں ہوتا نہیں اپنی لطافت کا

سوال رب ارنی کیا جواب لن ترانی کیا
اک عالم ہے خیال شہ میں ایماں کی نفالت کا۔

عبا کے طور جلوے نکل کر مسکرا اُٹھے
علی نے حسن دیکھا ہے شاعر شام ہجرت کا

ہمیں راس آگئے کانٹے گلستان مدینہ کے
خدا والو یونہی دیکھا کرو تم خواب جنت کا

نظام عشق اے انصار جب برہم نظر آیا
نبی زادوں نے سر دیکر کیا سجدہ محبت کا

از ملفوظات اعلیحضرت امیر الملت والدین امام العارفین و صالقین حضرت مولنا الحاج قیوم وقت مجدد عصر پیر سید حافظ جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری مرقدہٗ

شفاعت کا بیان

اس زمانہ میں بعض لوگ جو دشمن رسول ؐ ہیں ہر بات میں کوئی نہ کوئی نقص یا آپ ؐ کی کسر شان تراشں کر لوگوں کے دلوں سے آپ کی محبت و عزت و قدر گھٹانے میں دن رات لگے رہتے ہیں۔ خدائے تعالےٰ تو فرماتے ہیں۔ کہ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (سورہ الم نشرح) آپ کے ذکر کو ہم نے بلند کیا کسی بازار میں چلے جاؤ۔ جس طرف سے فوٹو گراف کی آواز آئے گی۔ وہ نعت رسول اللہ ؐ ہی ہوگی۔ ورفعنا لک ذکرک کی تفسیر ہو رہی ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے۔ کہ کوئی گھر یا کوئی چھپر دنیا میں ایسا نہیں رہے گا جس میں ایک مرتبہ نہ پکارا جائے گا۔ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اگر کسی کو اس کلام میں شک و شبہ ہو تو ہر شہر میں جا کر اپنے آنکھوں سے دیکھ کر اس کی تصدیق کر لو۔ مگر جو دشمن رسول ؐ ہیں۔ جن کی نعت شریف سننے سے انکار ہے۔ وہ آپ کی نعت شریف کیوں سنیں گے۔ مصرعہ جلیں وہ خوب ہی یا رب عدو فی النار جا کھڑے۔ دشمنان رسول ؐ یہ شعر بھی یاد کر لیں۔

شعر:۔ سکہ نام محمد نہ مٹا پر نہ مٹا :: مٹ گئے آپ ہی جتنے تھے مٹنے والے

شفاعت کے مسئلہ کا اس زمانہ میں انکار کیا جاتا ہے۔ دیکھو قران شریف پ ۱۵ س بنی اسرائیل رکوع۔ وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔ خدائے تعالےٰ فرماتا ہے کہ رات کو اٹھ کر یا رسول اللہ آپ تہجد کی نماز پڑھا کریں۔ جو آپ پر فرض کی گئی ہے خدائے تعالےٰ آپ کو مقام محمود بخشیں گے۔ مقام محمود اس جگہ کا نام ہے جس پر آپ تشریف فرما کر شفاعت کریں گے۔ خدائے تعالےٰ تو فرمائیں کہ ہم آپ کو مقام محمود نصیب فرما دیں گے۔ یہ دشمنان انکار کریں اور یہ کہیں کہ وہ شفاعت نہیں کریں گے۔ ؎

ترے مقام کا تو خدا ہی کو علم ہے۔ :: جنت تو ہے جگہ ترے ادنیٰ غلام کی۔

آپ کا مقام محمود وہی مقام ہے۔ جس پر آپ تشریف فرما ہو کر شفاعت کریں گے۔ خدائے تعالےٰ دسویں پارہ کے آخر فرماتے ہیں۔ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ وَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيْمٍ۔ خدائے تعالےٰ فرماتے ہیں۔ یاد کرو یا رسول جب کافروں نے یہ دعا مانگی تھی۔ کہ یا اللہ پاک ہم پر پتھر برسا یا کوئی سخت عذاب بھیج دے۔ پندرہ دن گزر گئے۔ کوئی عذاب نازل نہیں ہوا۔ کافر ہنستے مسخریاں کرتے کہ آپ سچے ہوتے۔ تو ہم پر پتھر کیوں نہ برسائے جاتے۔ آپ نے سنا تو ہماری بارگاہ میں دعا کی

کیا اللہ کیا میں تیرا محبوب نہیں۔ پھر کیا وجہ کہ کافروں نے اپنے منہ سے مراد مانگی۔ میں نے تو بددعا نہیں کی تھی۔ پندرہ دن گزر گئے۔ ان پر پتھر نہیں برسائے گئے۔ اب وہ ٹھٹھے مسخریاں کرتے ہیں۔ اسی وقت جبرئیل آئے۔ اور ہمارا یہ ارشاد آپ کو پہنچایا۔ وَمَا كَانَ اللهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ۔ ہم ہرگز ان کو عذاب نہیں کریں گے کیونکہ آپ ان میں تشریف فرما ہیں۔ آپ کو ہم نے فرمایا۔ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ رحمۃ اللعلمین کے ہوتے کیسے عذاب کریں گے۔ رحمت اور عذاب کو کیسے اکٹھے کریں گے۔ اس کے کیا معنی ہوئے۔ خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کافر بھی اگر عذاب سے بچے ہوئے ہیں۔ تو یا رسول اللہ آپ کی طفیل سے۔ ورنہ ان کو پتھر برسا کر برباد کر دیتے ہیں۔ دنیا سے ان کا نام مٹا دیتے۔ آپ کی موجودگی میں کافروں پر عذاب نہیں کرتے تو آپ کے غلاموں پر کیوں کریں گے۔ اگر در خانہ کس است یک حرف بس است

(۳) پارہ ۳ ربع ۴ رکوع ۳ پہلی آیت شریف۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ خدائے تعالیٰ جل شانہ کے ساتھ محبت سے تو کیا کرو۔ میرا اتباع کرو۔ میرے قدم بقدم چلو۔ میرے پیچھے پیچھے چلو۔ ہر بات میں میری نقل کرو۔ کھانا۔ پینا۔ چلنا۔ پھرنا۔ نماز پڑھنا۔ روزہ رکھنا۔ غرض جو کام تم نے کرنا ہے۔ میری نقل کرو۔ میری تابعداری کرو گے۔ تو نتیجہ کیا ہوگا خدائے تعالیٰ تم کو اپنا محبوب بنا لیں گے۔ اور تمہارے پچھلے سارے گناہ بخش دیں گے۔ رب کی ذات غفور رحیم ہے۔

جب صرف آپ کی تابعداری کرنے سے خدائے تعالیٰ اپنا محبوب بنا لیتا ہے۔ تو حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ خدائے تعالیٰ فرمائیں گے۔ اِشْفَعْ۔ یعنی شفاعت کرو۔ تُشَفَّعْ یعنی شفاعت قبول کی جائے گی۔

(۴) میرے گاؤں کے پاس ایک دشمن رسول آیا۔ نماز جمعہ پڑھانے کے بعد ممبر پر چڑھ گیا۔ اور یہ لفظ کہے۔ کہ لوگ کہتے ہیں۔ قیامت کے دن حضرت اپنے غلاموں کی شفاعت کریں گے۔ جب وہ اپنے ماں باپ کی شفاعت نہیں کر سکتے۔ تو وہ دوسروں کو کیسے کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد کچھ اور بکتا رہا۔ جونہی وہ اپنی بکواس ختم کر چکا۔ تو اس جگہ چودھری فقیر محمد صاحب (خدائے تعالیٰ ان کو مغفرت فرمائے اور جنت نصیب کرے۔) بیٹھے ہوئے تھے۔ عالم تو نہ تھے۔ مگر درویشوں کی صحبت یافتہ تھے۔ نماز کے بعد چودھری صاحب نے لوگوں کو کہا۔ کہ بیٹھے رہو۔ اس مولوی سے پوچھا۔ کہ یہ حافظ قرآن جو ہیں۔ ان کا کچھ درجہ ہے۔ یا مرتبہ یا ان کو کوئی ثواب ہے۔ یا نہیں۔ تو وہ مولوی کہنے لگا۔ کہ حافظوں کا بڑا درجہ ہے۔ حافظ وہ ہوگا۔ (جس کے سینہ میں کلام شریف ہوگا) اس کو دوزخ کی آگ نہیں جلائے گی۔ قرآن شریف حفظ نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ حضرتؐ کا دست مبارک اس کے سینہ پر نہ پھرے۔ پھر کہا۔ قیامت کے دن بعض لوگ ایسے ہونگے۔ کہ تختوں پر بیٹھے ہونگے۔ زمین پر نہیں۔ بلکہ ہوا پر ان کے تخت اڑتے ہوں گے۔

ان تختوں پر جو بیٹھے ہونگے۔ ان کے سروں پر تاج ہوں گے۔ ان کی روشنی سورج سے بھی زیادہ ہوگی۔ لوگ فرشتوں سے پوچھیں گے۔ یہ کون لوگ ہیں۔ فرشتے جواب دیں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے بیٹوں نے دنیا میں قرآن شریف حفظ کیا تھا۔ تب چودھری صاحب نے کہا ان کے ماں باپ کو یہ درجہ ان کے اپنے عملوں کے طفیل یا بیٹوں کے طفیل تو مولوی کی زبان سے نکل گیا۔ کہ بیٹوں کی طفیل۔ اتنا سن کر چودھری صاحب نے کہا۔ کہ مولوی صاحب ایک حافظ قرآن کی طفیل۔ تو ان کے والدین کو یہ درجے ملیں گے۔ جو آپ نے بیان کئے۔ جو لولاک کے مالک ہیں ان کو کتنے درجے ملیں گے۔ ان کی کیا شان ہوگی۔ مولوی کا منہ تو کالا ہوگیا۔ مولوی سر نیچے ڈالا۔ چودھری نے کہا کہ بے دین تو ہمارا دین چھیننے کو آیا ہے۔ ہم دیہاتی آدمی ہیں۔ تو تو ایمان کا ڈاکو ہے۔ اس وقت نکل جا۔ وہ (۲۰) من چاول باسمتی کے ہر سال مولوی کو دیا کرتا تھا۔ وہ بھی بند کر دیا۔ یہ درجے اور مرتبے تو بغیر شفاعت کے ہیں۔ جب آپ شفاعت کریں گے۔ تو کیا ہوگا۔ دیکھو قرآن شریف سورہ النسا پارہ (۵) پہلا ربع رکوع ۹ ع وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔ شفاعت کا ثبوت جتنا اس آیت شریف سے ثابت ہے۔ اتنا کسی سے بھی نہیں۔ خدائے تعالےٰ فرماتے ہیں۔ کسی رسول کو ہم نے نہیں بھیجا۔ مگر اس واسطے کہ اس رسولؐ کی فرماں برداری کرائی جائے۔ اور اگر انہوں نے گناہ کئے ہیں۔ تو وہ آپ کے پاس آجائیں۔ مدینہ منورہ میں اور ہماری بارگاہ میں اپنے گناہوں کی معافی طلب کریں اور حضرتؐ بھی ان کی سفارش کریں۔ کہ اللہ پاک یہ میرا غلام ہے۔ تو اس نے...... رب کی ذات کو پالیا۔ ؎

سب کچھ ملا جو مل گئی اس در کی حاضری ؛ گو ملک و مال و خویش و وطن سے جدا ہوا
قابل تھا نار کے مجھے جنت ہوئی نصیب ؛ اس در کی حاضری سے میری قسمت بدل گئی۔

اس دربار کی حاضری سے جہنمی جنتی بن جاتے ہیں۔ رب کی ذات کو پا لیتے ہیں۔ سارا قرآن شریف پڑھو۔ کسی جگہ خدائے تعالےٰ نے نہیں فرمایا۔ یہ کام کرو تو رب کی ذات کو پالیں گے۔ مگر اس آیت شریف میں فرمایا کہ جو آپ کے پاس مدینہ شریف میں جا کر حاضر ہوگیا۔ اور بخشش مانگی اور آپ نے اس کی سفارش کی۔ تو اس نے رب کی ذات کو پالیا۔ باقی رہے تواباً رحیماً۔ یہ وصف ہے۔ رب کی ذات کو پالیا۔ تو کس حالت میں توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا کی حالت میں۔ اور جس نے رب کی ذات کو پالیا۔ اس کے لئے باقی ہی کیا رہا۔ وَلَا يَنْفَعُ شَفَاعَةُ الشَّافِعِيْنَ (سورہ مدثر) شفاعت کرنے والوں کی شفاعت ان کو کوئی فائدہ نہیں دیگی۔ جو لوگ شفاعت رسول صلعم کے منکر ہیں۔ جب کہ اس آیت شریف سے نہ صرف حضرت کا شفاعت کرنا ثابت ہے۔ بلکہ شافعین جمع کا صیغہ ہے۔ اسمیں دوسرے شفاعت کرنے والے بھی ثابت ہوتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپ کے سوائے اور بہت سارے شفاعت کریں گے۔ دیکھو حدیث شریف۔

ہر ایک مومن اپنے متعلقین اپنے دوستوں کی شفاعت کریں گے۔

(۶) اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔
خدائے تعالےٰ فرماتے ہیں۔ فرشتے جنہوں نے عرش معلیٰ کو اٹھایا ہوا ہے۔ اور جو اس کے گرداگرد ہیں۔ وہ کیا کرتے ہیں؟ ایک تو رب کی حمد کی تسبیح پڑھتے ہیں۔ دوسرے جو ایماندار ہیں۔ جو پڑھتے ہیں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ان کے لئے دعا مغفرت کرتے ہیں۔ کہ یا اللہ تعالےٰ ان کی گناہ بخش دے۔

گناہ ہم کریں اور دعائے مغفرت ہمارے لئے فرشتے مانگیں یہاں سمجھنے کی بات ہے۔ کہ فرشتے کن کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ مومنوں کے لئے نہ کہ موحدوں کے لئے۔ ان کے لئے دعائے مغفرت کریں گے۔ جو پڑھیں گے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صرف لا الٰہ الا اللہ پڑھنے والوں کے لئے فرشتے دعائے مغفرت نہیں کرتے۔ آپ کے نام کا کلمہ شریف پڑھنے والوں کے لئے خود بخود فرشتے دعائے مغفرت کر رہے ہیں۔ اور فرشتوں کی دعا رد نہیں جاتی۔ وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔ جب فرشتے خدائے تعالےٰ کے فرمان کے مطابق مومنوں کے دعا کر رہے ہیں۔ تو آپ کے شفاعت کرنے پر ان کے غلاموں کی مغفرت خدائے تعالےٰ کیا نہ فرمائیں گے۔ اگر در خانہ کس است یک حرف بس است

(۷) ساری دنیا میں یہ قاعدہ ہے کہ کسی مجرم کی سفارش کسی حاکم کے پاس وہی شخص کر سکتا ہے جس کا اس حاکم کے ساتھ کوئی تعلق ہو۔ دوسرا اس حاکم کے دل میں سفارش کرنے والے کی کوئی وقعت وعزت ہو۔ تو اس کی بات پر عمل کر کے سفارش قبول کرے گا۔ اگر کوئی غیر نا آشنا کسی مجرم کی سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول کرنا۔ تو ایک طرف رہا حاکم اس کی بات کو سنتا تک بھی نہیں۔ سفارش کرنے والا بھی اسی وقت سفارش کرتا ہے جب اس کو یقین ہو جائے کہ میری سفارش منظور ہوگی۔ اگر سفارش کرنے والے کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ حاکم میری بات سننے کا بھی نہیں تو وہ سفارش کیوں کرے گا۔ یہی معنی ہیں۔

مَنْ الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ کے خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ جب تک ہماری اجازت نہ ہوگی کوئی شخص ہمارے پاس کسی کی سفارش یا شفاعت کر نہیں سکتا خدائے تعالےٰ کی جناب میں اسکی اذن کے بغیر کوئی کسی شخص کی سفارش یا شفاعت نہیں کر سکتا۔ خدائے تعالےٰ سفارش یا شفاعت کرنے کی اسی کو اجازت دیں گے۔ جس کی سفارش یا شفاعت آپ کو منظور ہو۔ اگر منظور نہ ہو۔ تو اجازت ہی کیوں دیں گے۔ ایک حدیث شریف بھی مجھے یاد آ گئی۔ قیامت کے دن ساری مخلوق اکٹھی ہو کر حضرت آدمؑ کے خدمت میں جائے گی۔ کہ آپ ہمارے باپ ہیں بارگاہ الٰہی میں سفارش کرو حضرت آدمؑ فرمائیں گے کہ مجھے حکم ہوا تھا۔ کہ اس درخت کا دانہ نہیں کھانا۔ میں نے غلطی سے وہ کھا لیا تھا۔ اس لئے میں معذور ہوں تمہاری سفارش نہیں کر سکتا۔ مخلوق پھر حضرت نوحؑ کی

خدمت میں جائے گی پھر حضرت ابراہیمؑ پھر حضرت موسیٰؑ پھر حضرت عیسیٰؑ کے پاس جائے گی تو سارے پیغمبر صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کہیں گے۔ کہ تم اگر اپنی سفارش چاہتے ہو تو حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو شفیع عاصیان ہیں۔ ان کے پاس جا کر عرض کرو۔ آج سب کی سفارش کرنے والے حضرت محمد رسول اللہ ہی ہیں۔ جب ساری مخلوق حضرتؐ کے جناب میں حاضر ہوگی۔ آپ انکی سفارش فرمائیں گے۔

(۸) وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى خدائے تعالےٰ فرماتے ہیں۔ سورۃ والضحیٰ میں کہ یا رسول اللہ ہم آپ کو عنقریب اتنا عطا فرمائیں گے۔ کہ آپ راضی ہو جائیں خدائے تعالےٰ فرماتے ہیں۔ اتنی رحمت اتنا فضل کریں گے۔ کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ آپ کی رضا ہم کو منظور ہے۔ جب یہ آیت شریف نازل ہوئی۔ تو صحیح بخاری شریف کی حدیث شریف ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ کہ خدائے تعالےٰ نے تو فرما دیا کہ مجھے راضی کر لیں گے فرمایا وَاللّٰهِ لَا اَرْضٰى وَلَوْ كَانَ وَاحِدٌ مِّنْ اُمَّتِيْ فِي النَّارِ قسم کھا کر فرمایا قسم ہے۔ اللہ کی میں کبھی راضی ہونے کا نہیں۔ اگر میرا غلام ایک بھی دوزخ میں رہ جائے۔ میرا نام لیوا۔ اور پھر دوزخ میں جائے جب خدا تعالےٰ نے بغیر آپ کی شفاعت سفارش کے یہ فرمایا ہے کہ یا رسول اللہ ہم آپ کو راضی کر لیں گے۔ اور آپ قسم کھا کر فرما رہے ہیں۔ کہ میں راضی ہونے کا نہیں اگر میرا ایک نام لیوا بھی دوزخ میں رہ جائے۔ جب شفاعت کے بغیر ہی خدائے تعالےٰ فرما رہے ہیں۔ کہ آپ کو راضی کرنا ہمارا کام ہے۔ تو شفاعت اب کدھر رہی۔ رضا مقدم رکھی گئی ہے۔ تو اس کے سامنے شفاعت کوئی چیز نہیں۔ ؎

اچھے انکے ہیں تو اے کیف بُرے کس کے ہیں ؎ اپنی امت ہے محمدؐ کو پیاری ساری۔

(۹) عزیزم شیخ غلام علی نقشبندی گرداسپوری کا شعر ہے کہ پہلے بُرے سمجھی جاتے ہیں۔ رحم تو دیکھو۔ نکالتے نہیں بد کو بھی سے۔

(۱۰) صحیح بخاری کی شریف ہے بِهِمْ تُرْزَقُوْنَ وَبِهِمْ تَعِيْشُوْنَ وَبِهِمْ تُمْطَرُوْنَ آپ فرماتے ہیں۔ کہ تمہارے اندر وہ اللہ کے مقبول و برگزیدہ نیک بندے ہیں۔ جن کی طفیل سے تم کو رزق دیا جاتا ہے۔ جن کی طفیل تم زندگی بسر کر رہے ہو جن کی برکت سے تمہاری بود و باش ہوتی ہے۔ اس حدیث شریف کے کیا معنی آپ فرماتے ہیں۔ اگر وہ نیک بندے نہ ہوں۔ تو نہ تم زندہ رہ سکو۔ نہ تم کو رزق مل سکے نہ تم بود و باش کر سکو۔ اس حدیث شریف سے یہ مسئلہ بھی حل ہو گیا۔ کہ جو لوگ بندگان خدا پر اعتراض کرتے ہیں۔ کہ یہ لوگ طفیلی ہیں۔ محنت مزدوری کمائی دوسرے لوگ کریں۔ اور پیران عظام بیٹھے بٹھائے کھا لیتے ہیں۔ معترضین کا یہ اعتراض بالکل غلط ہے۔ اور بیجا ہے۔ پیران عظام لوگوں کے طفیلی نہیں۔ بلکہ باقی ساری مخلوق پیران عظام کے طفیل کھا رہے ہیں۔ ان ہی کے طفیل سے بارشیں ہوتی ہیں۔ انہیں کے طفیل سے رزق دیا جا رہا ہے۔ انہیں کے طفیل سے یہ زندہ رہتے ہیں۔ دیکھو قرآن شریف۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ خدائے تعالےٰ فرماتے ہیں۔ اگر کافر بچے ہوئے ہیں۔ تو آپؐ کی طفیل ورنہ ہم ان کو تباہ کر دیتے۔

(۱۱) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے۔ کن کی؟ اپنے غلاموں کی جو منکر شفاعت یا حضورؐ کی اہانت کرنے والے یا کسر شان کرنے والے ہوں۔ ان کی شفاعت نہ فرماویں گے۔

امد کے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم ؎ کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

فی الواقع حضرت اپنے غلاموں کی شفاعت فرمائیں گے۔ نہ کہ دشمنوں کی۔

انعامات و فیوضات الٰہی

خدا تعالٰے نے اپنے محبوب اور مقبول برگزیدگان کو روز اول سے ہی اپنے انعام و اکرام سے نوازا ہے۔ اور ویسے بعد نیاضی کی عنائت اور توفیق ان کے شامل حال عمر بھر رہتا ہے۔ اور وہ روز ازل سے محبوبان حق تعالٰے ہوتے ہیں۔ ہم ناظرین رسالہ کی خدمت میں مشکل کشا بلا گردان حضرت شہنشاہ نقشبند بخاری رضی اللہ تعالٰے عنہ کی ازلی قبولیت اور ولائت کی نسبت ناظرین رسالہ کی خدمت میں واقعات پیش کرنا چاہتے ہیں۔ جو ان کے لئے باعث ازدیاد محبت اور اعتقاد ہوں گے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت خواجہ بخاری نور اللہ مرقدہٗ کی ولادت باسعادت کا فخر حاصل ہونے والا تھا۔ اس کا نام آپ کی ولادت سے پیشتر قصر ہندواں تھا۔ اور خواجہ خواجگان حضور خواجہ حضرت بابا سماسی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب اس قریہ کے پاس سے گزرتے۔ تو ارشاد فرماتے۔ کہ اس گاؤں میں کوئی مقبول بارگاہ سبحانی۔ محبوب ربانی تولد ہونے والا ہے۔ اور ان کی ولادت سے پیشتر ان کے مبارک اور خوشبودار جسد پاک کی خوشبو سے ہوا معطر اور خوشبودار ہو رہی ہے۔ یہ ارشاد پاک حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ نے کئی بار فرمایا۔ بالآخر جب حضور خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس نورانی دیار سے اس ظلمت آباد میں جلوہ فرما ہوئے۔ تو ان کی ظہور ولادت کے بعد جب حضور بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ کا پھر گذر قصر ہندواں سے ہوا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ اب خوشبو بہت زیادہ تیز ہو رہی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ مقبول محبوب برگزیدہ ہستی دنیا میں تشریف لے آئے ہیں۔ چنانچہ توجہ اور جذب نے ایسا اثر کیا۔ کہ حضور خواجہ صاحب بخاری رضی اللہ تعالٰے عنہ کے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ خواجہ صاحب کو حضور حضرت بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ لے کر حاضر ہو گئے۔ حضرت خواجہ بابا سماسی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جناب حضرت خواجہ نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر بے حد خوش ہوئے۔ اور ان کو اپنی فرزندی میں قبول فرما کر اپنے خلیفہ اعظم جناب خواجہ سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کو فرمایا کہ ما بہاؤالدین را بفرزندی خویش قبول کردہ ایم۔ در تربیت دریغ نہ کنی اگر در تربیت فرزند بہاؤالدین تغافل کنی یا تساہل کنی۔ فردا یوم قیامت گریبان شما گیرم۔ حضور جناب خواجہ سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ نے وعدہ فرمایا کہ وہ حضرت خواجہ خواجگان بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت میں کسی قسم کا دریغ نہ کریں گے۔ نہ ہی کوئی تساہل یا تغافل کریں گے۔

یہ تو ابتدائی اور پیش از ولادت کے حالات ہیں۔ بعد میں جب حضور نوجوان ہوئے اور حضور خواجہ

محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ در پردہ ہو گئے۔ یعنی ان کا وصال ہو گیا۔ حضور خواجہ صاحب میری جد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ مجھے سمرقند میں لے گئے۔ اور ہر اس جگہ پر جہاں کہیں کوئی درویش یا اہل دل بزرگ تھا۔ مجھے ان کی خدمت اقدس میں لے جاتے۔ اور بے حد نیازمندی اور تضرع سے التجا کرتے تھے۔ اور ان میں سے ہر ایک مجھ پر نظر عنایت فرماتے۔ سمرقند سے میری جد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ مجھے (شہنشاہ بخاری کو) بخارا میں لے آئے۔ اور میرے تاہل ہونے کی نسبت مکمل کردی۔ اور میں واپس قصر عارفان میں آگیا ہوا تھا۔ اسی اثنا میں الطاف الٰہی سے حضرت عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ کی کلاہ مبارک مجھے عطا ہو گئی جس کے ملنے سے میری حالت بالکل دگرگوں یعنے اور کی اور ہی ہو گئی۔ (کلاہ مبارک اعلیٰ حضرت عزیزاں علی رحمۃ اللہ علیہ کے فیض و برکت سے میری حالت ظاہری باطنی قلبی روحانی بالکل تبدیل ہو گئی۔ اور اور کا اور ہو گیا۔ تمام حالات متبدل بہ عرفان الٰہی ہو گئے) اور مجھے قبولیت اور عنایت الٰہی کی قوی امید ہو گئی۔ اور عنایت ایزدی اور نوازش سرمدی۔ کہ ان ہی ایام میں جناب خواجہ خواجہ سید امیر کلال رضی اللہ تعالےٰ عنہ قصر عارفان میں تشریف فرما ہو گئے۔ (یہ ہے عنایت ایزدی اور امداد سرمدی) اور انہوں نے ارشاد فرمایا کہ مجھے حضرت خواجہ خواجگان محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ نے وصیت فرمائی ہے کہ در حق فرزند بہاء الدین تربیت و شفقت دریغ نداری۔ و ترا بحل نکنم اگر تقصیرے کنی۔ اور حضور خواجہ سید امیر کلال بجواب ارشاد عرض کیا " کہ مرد نباشم اگر در وصیت خواجہ تقصیر کنم" اور نیز حضور خواجہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ سے ہی منقول ہے۔ کہ حضور نے فرمایا۔ ان ہی ایام میں۔ ایک رات خواب میں دیکھا کہ حضرت حکیم آتا۔ جو یکے از کبار مشائخ ترک تھا۔ نے مجھے ایک درویش کے سپرد کیا ہے۔ جب میں بیدار ہوا اس درویش کی صورت میرے دل میں موجود تھی۔ میری جدہ نہایت صالحہ تھیں۔ ان کی خدمت مبارک میں میں نے اپنی خواب عرض کی۔ تو انہوں نے فرمایا کہ تم کو کسی ترک مشائخ سے ہی عرفان الٰہی نصیب ہوگا۔ اور میں ہمیشہ اس درویش مقدس کی ملاقات کا منتظر رہا۔ ایک دن بخارا کے بازار میں میری اس سے ملاقات ہو گئی۔ میں نے ان کو پہچان لیا۔ ان کا اسم گرامی خلیل تھا۔ اس وقت مجھے ان کی صحبت میسر نہ ہو سکی۔ اور اس کے بعد جب منتظر حالت میں میں اپنی قیام گاہ پہنچا۔ اور وقت شام کا ہو گیا۔ تو ان کی طرف سے ایک قاصد تشریف لائے۔ (یہ ہے خدا کے مقبول بندگان ازلی کے حالات کہ ان کو خدا کی رحمت نوازا کرتی ہے) جس نے آکر فرمایا کہ آپ کو وہ خلیل درویش یاد کرتے ہیں۔ میں نے جلدی سے کچھ نذرانہ لیا۔ اور نہایت نیازمندی اور کمال شوق دلی سے ان کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اور ان کی صحبت سے شرف ہوا میں نے چاہا کہ وہ خواب ان کی خدمت میں عرض کروں۔ مگر انہوں نے ترکی زبان میں مجھ سے فرمایا کہ جو کچھ خیال

تمہارے دل میں ہے۔ مجھ پر عیاں اور مکشوف کے اس کے بیان کرنے کی حاجت نہیں ہے۔ اس بات کو سن کر میری حالت پہ بہت بڑا اثر ہؤا۔ اور دل کا میلان ان کی طرف اور زیادہ ہو گیا۔ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔ شعر

بندگان خاص علام الغیوب در جہاں جان جواسیس القلوب

دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ شعر

در درون دل در آید چوں خیال پیش او مکشوف ہا نفعہ سیرحال
آنکہ واقف گشت از اسرار ہو سر مخلوقات چہ بود پیش او

اسی طرح کا ایک واقعہ ایک غلام اعلےٰ حضرت امیرالملت والدین سرکار علی پوری قدس اللہ مرقدہٗ کے غلام کو در پیش آیا۔ سردی کا موسم رات کے وقت جواب میں حضور رحمۃ اللہ علیہ اس غلام کے غریب خانہ میں بلا اطلاع تشریف لے آئے۔ غلام اُٹھ کا بھاگا اور سرکار علی پوری پا مبارک پہ سر رکھ دیا۔ پاؤں کو چومنا شروع کر دیا۔ اور یہ شعر پڑھنا شروع کر دیا۔ شعر

برپائے تو بوسہ دادن ای شمع طرب زان بہ کہ دیگراں را بر لب
دست من و دامن خیالت ہر روز پائے من و جستن وصالت ہر شب

اعلیحضرت حضور سرکار علی پوری قدس سرہ العزیز۔ اسی غلام کے سر کو کمال مہربانی سے اپنے پائی مبارک سے اٹھایا۔ وہ غلام بیان کرتا ہے۔ کہ سرکار علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے نورانی۔ نور بخش پاؤں کو چومنے کا مزا اعد لطف آیا۔ اس کی مثال اور نظیر دنیا میں نہیں مل سکتی۔ اور جب حضور دکن سے واپس آئے۔ اور اس غلام کمترین سے جبلسی پور شریف نقش پا اعلیٰ حضرت امیرالملت والدین سرکار علی پوری نور اللہ تربتہا کے پائے مبارک پہ سر رکھا اور اسی کو بوسہ دیا۔ تو حضور نے فرمایا کرامات کی باتیں ظاہر نہیں کرنی چاہیئں) سبحان اللہ مردانِ خدا کا زور بازو اور طاقت نورانیت کا کیا مرتبہ اور درجہ ہے) خواجہ صاحب فرماتے ہیں۔ اور جناب خلیل ترک رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت سے عجیب و غریب حالات کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ اور حسن اتفاق سے کچھ مدت کے بعد ان کو ماوراء شہر کی بادشاہی اور سلطنت مل گئی۔ اور ان کو مردماں تب سلطان خلیل کہا کرتے تھے۔ اس کی سلطنت کے زمانہ میں بھی میری ان سے ملاقات ہوئی۔ اور ان کی ملازمت اور خدمت رو برو مردماں کرنی لازم تھی۔ کہا کرتا تھا۔ اس کی بادشاہت کے زمانہ میں بھی ان سے بڑے بڑے حالات ظاہر ہوئے۔ جو میں نے سیکھے۔ اور میرا میلان طبیعت ان کی طرف دن بدن زیادہ ہوتا گیا۔ اور خواجہ خلیل ترک رحمۃ اللہ علیہ کبھی لطف و محبت سے اور کبھی غصہ اور غضب سے مجھے آداب خدمت سکھاتے تھے۔ اور اس حقیقت سے مجھے بے حد فائدہ ہؤا۔ اور وہ آداب سیر و سلوک میں میرے لئے نہایت ہی کار آمد اور مفید ہوئے۔ چھ سال ان کی خدمت اور صحبت میں گذر گئے۔ ظاہر عام مردماں کے رو برو میں اور آداب بادشاہی بجا لاتا۔

اور تنہائی میں ان ندیم اور ہم جلیس ہم راز ہوتا۔ اور اکثر اوقات در حضور خود اس بارگاہ میں اسی طرح ارشاد فرماتے تھے۔ کہ جو کوئی حق تعالیٰ عز اسمہ کی رضا کے لئے میری خدمت کرتا ہے۔ وہ خلقت کے درمیان مقبول ہو جاتا ہے۔ اور ان کے اس ارشاد سے مجھے معلوم ہوا۔ کہ ان کا مقصود اس ارشاد سے یہ ہے کہ سلاطین کا اعزاز و جلال ان کی ظاہری عظمت اور رعب سے نہ کرنا چاہئے۔ بلکہ اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے جلال اور بزرگی کا مظہر بنایا ہے۔ جب اس کے بعد ان کی سلطنت کو زوال آگیا۔ اور خدم و حشم اور ملک میں ھبا منثورا ہو گئے۔ دنیا اور کار دنیا میرے دل پر سرد ہو گیا۔ اور میں زیور موں چوبجا ملک کے دیہات میں آگیا۔ (باقی باقی)

بعدہٗ فیاضی کے فیوضات اور انعامات

انعامات الٰہی اور اس کے فیوضات ناشاہی ہیں۔ جو انسان کو اعلیٰ معراج معرفت الٰہی اور حقیقت آگاہی کی منزل پر فائز المرام کرتے ہیں۔ فضل الحاجت تک کسی گم گشتہ کی دستگیری نہ فرمانی چاہئے۔ کسی مقبول کی سفارش اور شفاعت سے دستگیری حاصل ہو جائے۔ اگر امام الٰہی سے دستگیری کی سعادت حاصل ہو۔ صراط مستقیم پر گامزن ہونا اور عرفان حق تعالیٰ حاصل کرنا نہایت ہی مشکل بلکہ ناممکن امر ہے۔ اگر مولیٰ کریم کا فضل شامل حال ہو جائے۔ تو چور۔ ڈاکو۔ قطب الاقطاب بن جاتے ہیں۔ سبحان اللہ رحمتِ حق۔ رحمۃ للعالمین کے صدقہ میں کیسے کیسے عجائب واقعات ظاہر فرماتی ہے۔ ان میں سے ایک نادر واقعہ جو خواجہ خواجگان مقبول بارگاہ سبحان خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی انابت کا یوں بیان کیا گیا ہے۔ کہ خواجہ خواجگان قطب العارفین سلطان الواصلین والسالکین خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ کا وقت وصال نزدیک آیا۔ اور حضور کے اعلیٰ مدارج کے اصحاب حاضر اور موجود تھے۔ اور ان کے اصحاب کی جماعت میں سے ایک تمام مقبولان بارگاہ صمدانی مقتدر لئے روزگار تھے۔ اور تمام کے تمام شائستہ اور شیخ کے مدارج پر فائز تھے۔ مگر جناب سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ تین دن اعتکاف کے کونہ میں بیٹھے رہے۔ تین دن کے بعد آپ اعتکاف سے باہر آئے۔ تو ہر ایک اصحاب کو توقع اور آرزو اجازت تھی۔ مگر حضور خواجہ خواجگان سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ ہم کو اجازت اور اشارت اور خرقہ وعصا۔ ایک دزد خرقان کو عطا کرنے کے لئے ارشاد اور حکم ہے۔ جو میرے وصال کے دو سو ساٹھ سال بعد ہوا۔ چنانچہ حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ کی وفات شریف۔ ۲۵ محرم میں ہوئی۔ اور خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی انابت ۴۲۸ھ ہجری میں ہوئی۔ اور اس طرح منقول ہے۔ کہ جناب شیخ ابوالحسن خرقانی

بسطام اور خرقان کے درمیان رہزنی کیا کرتے تھے۔ اچانک ایک روز سحرگاہ کے وقت ہاتف غیب نے خواجہ ابوالحسن خرقانی" کو آواز آئی۔ جو شیخ صاحب ابوالحسن صاحب نے سنی کہ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تو ہمارے رب کے ساتھ صلح اور آشتی کرے۔ اور صحیح راستہ پر آجائے۔ شیخ ابوالحسنؒ نے جواب دیا۔ اور اسی وقت اپنی تمام توجہ سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی مرقد مبارک کی طرف کر دی۔ اور مدت دس سال تک یا اس سے بھی زیادہ مدت تک بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی مرقد مبارک بیداری سے گذاری۔ ایک دن صبح کا وقت تھا۔ کہ سلطان العارفین رضی اللہ تعالیٰ کی مرقد مبارک سے ان کے کان میں آواز آئی۔ اے اباحسن ہم نے تم کو مقام مقتدای عطا کیا۔ خلقت کو خدا کی طرف دعوت دو۔ شیخ ابوالحسنؒ نے جواب میں عرض کیا۔ میں نہیں جانتا کہ یہ آواز رحمانی ہے یا نہیں۔ کچھ وقت کے بعد سلطان العارفین قدس سرہ العزیز مرقد میمون حرکت میں آئے۔ اور اس میں شگاف ظاہر ہوا۔ اور کامل مکمل صورت حضرت سلطان العارفینؒ کی ظاہر ہوئی۔ بحکم ارواحنا۔ اشباحنا۔ اشباحنا ارواحنا اور ابوالحسنؒ کے ہاتھ کو پکڑا۔ اور ان کو خرقہ خلافت پہنایا۔ اور سر پر تاج سرافت رکھ دیا۔ اور عصا بھی کرامت فرمایا۔ اور اجازت دی اور اشارہ فرمایا۔ لیکن اس زمانہ کے مشائخ نے زبان طعن کھولی۔ کہ صرف روحانیت پر ہی اکتفا کرنا جائز نہیں ہے۔ اور اگر روا ہوتا۔ تو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت سند ہوتی۔ باوجودیکہ مشائخ عظام کے ارواح مظہر روح سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ادا ہوں گے۔ اس لئے اس حقیقت کی بنا پر ظاہری بیعت ہی حضرت خواجہ بوعلی رودباری رحمۃ اللہ سے کی۔ مگر اہل تحقیق کے خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ کی بیعت وہیں ہی سے ہوئی (یعنی سلطان العارفینؒ سے ہوئی) اور بعین اشارہ اور اجازت خدا تعالیٰ عزوجل ہے۔ نیز یہ بھی منقول ہے۔ کہ سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ جب خرقان سے اپنی حیات کے ایام میں گذارا کرتے۔ تو آپ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی آمد کی خوشبو سونگھتے۔ اور بیان فرماتے۔ اور ان کو اعلیٰ مدارج کا بھی ذکر فرمایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان پاک وجودوں کے صدقہ نور ایمان وعرفان کی دولت عطا کرے۔ امین۔ (فقیر محمد کرم الٰہی)

ناظرین رسالہ کی خدمت بابرکت میں ادارہ کی طرف سے عید قربان کے مقدس تہوار پر ہدیہ تبریک پیش کیا جاتا ہے۔ اور دعا کی جاتی ہے کہ آپ کو اور جملہ اہل اسلام کو نور ایمان اور غلبہ شوکت وسلطنت عطا فرمائے۔

اعلیٰحضرت امیر الملت سرکار علی پوری نور اللہ مرقدہٗ اور چھپنواں ۵۶ اجلاس انجمن خدام الصوفیہ پاکستان کی روئداد

یہ متبرک اور مقدس اجلاس ۱۱ مئی ۱۹۵۹ء بروز اتوار و پیر زیر سرپرستی عالی جناب فضیلتمآب مرجع شیخ و شاب سراج الملت والدین تنقۃ السالکین، امام العارفین صدر الافاضل حضرت مولنا الحاج پیر سید محمد حسین شاہ صاحب محدث علی پوری دامت برکاتہم آستانہ عالیہ علی پور شریف ضلع سیالکوٹ میں منعقد ہُوا جس میں مغربی پاکستان کے گوشہ گوشہ سے یعنے کوئٹہ۔ کراچی۔ سندھ۔ ملتان۔ مظفر گڑھ۔ منٹگمری۔ لائل پور۔ قصور۔ لاہور۔ اوکاڑہ گوجرانوالہ۔ شیخوپورہ۔ سانگلہ۔ سرگودھا۔ وزیر آباد۔ جہلم۔ راولپنڈی۔ کیمبل پور۔ پشاور۔ ایبٹ آباد۔ کوہاٹ۔ میانوالی یاغستان۔ سیالکوٹ اور اس کے مضافات اور دیہات سے غلامان و عقیدت مندان سرکار علی پوری نور اللہ مرقدہٗ و وابستگان آستانہ عالیہ علی پور شریف نے ہزارہا کی تعداد میں شرکت فرما کر سعادت دارین حاصل کی۔ ان سعیدان ازلی جو اس مبارک اور ذی شان اجلاس میں شامل ان کی تعداد تقریباً بیس ۲۰ پچیس ۲۵ ہزار ہوگی۔ اگرچہ وصال کے بعد سرکار علی پوری بظاہر تو بجسد خود تو جلسہ میں موجود نہیں ہوتے۔ مگر اہل دل اصحاب اور اہل نظر ارباب سرکار عالی نور اللہ مرقدہٗ کی روحانیت اور نورانیت لاانتہا اثر جلسہ گاہ میں عیاں دیکھتے تھے۔

شعر:۔ برزمین کہ نشانِ نقش پائے تو بود ٭ سالہا سجدہ گاہ اہل نظراں خواہد بود

حضور والاشان نور اللہ مرقدہٗ کی نورانیت اور روحانی فیوضات عقیدت مندان اور غلامان حلقہ بگوشان یاران طریقت کے قلوب انوار ایمان و ایقان سے لبریز فرما رہی تھی۔ بالکل صحیح اور درست ہے۔ درویش مقبول بارگاہ ربانی حیات طیبہ اور زندگی جاوید عطا ہوجاتی ہے۔ اور دنیا سے اوجھل ہوجانے کے بعد بھی اس کی روح اپنے غلامان اور متوسلین کی ہدایت اور معاونت فرماتی رہتی ہے۔ انّ اولیاءَ لاخوفٌ علیھم ولا ھم یحزنون۔ ھم البشریٰ فی الحیات الدنیا و فی الاٰخرۃ اور لاتبدیل لکلمات اللہ

شعر:۔ ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ٭ ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

اعلیحضرت مولنا الحاج پیر محمد شفیع صاحب چوراہی۔ سجادہ نشین دربار چورہ شریف اور عالیجناب حضرت حاجی صاحب۔ صاحبزادہ

پیر محمد صدیق صاحب چوراہی اور دیگر صاحبزادگان و مشائخ عظام و علمائے کرام کی موجودگی اور تشریف آوری نے جلسہ گاہ کو نہایت ہی پُرانوار بنا دیا تھا۔ الغرض ان پاک اور مقدس نورانی مشائخ عظام و عشق الٰہی کے متوالگان اور ظاہری و باطنی کے رازداروں کی مجلس جس سادگی سے منعقد ہوئی اُس پر تمام ظاہری آرائش اور زیبائش قربان تھیں۔ امیر و فقیر، شاہ و گدا غنی اور مفلس میں کوئی فرق یا امتیاز نہ تھا۔ سب کے سب ایک ہی رشتہ اخوت میں منسلک تھے کسی کو کسی پر فوقیت یا علوشان کا کوئی خیال تک نہ تھا۔ کیا خوب فرمایا۔ حضرت مولٰنا جامی علیہ الرحمۃ شعر

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی ۔۔۔ کاندریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

اور مقام عشق میں شاہ و گدا کا ایک رتبہ ہے اور شعر

بنازم بزم محبت کہ آنجا ۔۔۔ گدائے بہ شاہے مقابل نشیند

جلسہ گاہ۔ حسب معمول سابق نئی جو بلی کی جنوبی دیوار کے ساتھ جلسہ کا انتظام تھا۔ جو یاران طریقت ضلع جھنگ و لائل پور کی حسن مساعی کا نتیجہ تھا۔ مشائخ عظام سجادہ نشینان ذی الاحترام اور علمائے کرام کی نشست کے لئے جنوبی دیوار کے ساتھ تخت پوشوں کا ایک چبوترہ بنایا ہوا تھا جس پر نفیس قالین بچھائے ہوئے تھے۔ اور باقی حصہ تمام جلسہ گاہ میں دریوں کا فرش برائے سامعین بچھایا گیا تھا۔ اور تمام جلسہ گاہ پر شامیانے لگائے ہوئے تھے۔ تاکہ یاران طریق کا گرمی سے بچاؤ ہو سکے۔ شاملین کی تعداد قریب بیس۲۰ پچیس۲۵ ہزار ہو گئی۔ مگر باوجود اس قدر تعداد کے جلسہ گاہ میں کوئی آواز نہ سنی جاتی ہے۔ مگر واعظ یا مقرر یا نعت خواں کی آواز سب کے سب دم بخود ذکر خدا میں مشغول۔ ہر صاحب بصیرت اس نظارے کو دیکھ کر بالکل اسی نتیجہ پر پہنچ جاتا تھا۔ کہ جملہ شاملین ایک ہی ایمان اور اخوت کے سلسلہ میں منسلک ہیں۔ ان میں سوائے اتفاق و اتحاد کے اور کوئی بات ہی نہیں ہے۔ اور وہ اتحاد و اخوت ایسی پاک اور مقدس مجالس اور محافل میں شامل ہونے کے بغیر نصیب نہیں ہو سکتا۔ یہاں آنے والے اور بلانے والے محض اخلاص کے سبب آتے اور بلائے جاتے ہیں حصول برضائے حق تعالےٰ کے لئے بلائے جاتے ہیں۔ اور آتے ہیں۔ تمام باتوں کا انحصار۔ اخوت۔ مروت۔ انسیت اور پر ہے۔ نہ کسی نمود و نمائش کی غرض و خواہش ہوتی ہے۔ جس برادرانہ محبت اور نظر اخوت سے ایک غریب یار طریقت امیر یار طریقت کو دیکھتا ہے۔ اسی طرح اسی انداز میں بلکہ اس سے زیادہ محبت کی نظر سے امیر یار طریقت اپنے غریب پیر بھائی کو دیکھتا ہے۔ اور مصافحہ و معانقہ سے یگانگت۔ مساوات۔ یکجہتی اور محبت کا نمونہ دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے۔ دراصل تو اس مقدس مجلس کی کیفیت نہ باتوں یا لفظوں میں بیان نہیں کی جا سکتی۔

صرف اہل نظر کے دیکھنے سے ہی تعلق رکھتی ہے۔ لفظوں میں بیان کرنا ناممکن۔ شعر

دردِ دل تم کو سنائیں تو سنائیں کیونکر ڈاک میں بھیج دیں آہوں کی صدائیں کیونکر

مصارف خورد و نوش

جملہ اخراجات مہمان داری اور ضروریات شب باشی۔ آرام گاہ و دیگر اخراجات کلیتہً حسب دستور سابق اعلیحضرت امیرالملت نور اللہ مرقدہٗ کے دودمان عالی نژاد نے اپنے ذمے لئے ہوئے ہیں۔ اور تمام شاملین جلسہ کو جو ہزاروں کی تعداد میں ہوتے پلاؤ زردہ سے خدمت کی جاتی ہے۔ جو بیا منی اور تواضع سرکار علی پوری نور اللہ تربتہٗ اور آپکے صاحبزادگان عالی مقام کو تا دیر زندہ رکھے۔ وسیع دسترخوان پر دیکھی جاتی ہے۔ اس کی نظیر محال ہے۔ باوجود اس قدر ہجوم کی خدمت کے آداب سنت سرکار دو عالم علیہ الصلوۃ والسلام کو ہر وقت ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ کھانا پکوانے کا انتظام کلیتہً یاران جھنگ ذمہ تھا۔ اور یاران جھنگ۔ قصور۔ گجرات۔ سیالکوٹ نے شاملین کی خدمت کھانے کھلانے میں سرانجام دے گی۔

رضا کاران

امسال عالی جناب حافظ حاجی صاحبزادہ پیر سید نذر حسین شاہ صاحب نے صدارت رضا کاران کے فرائض مناسب احسن طریق سے سرانجام فرمائے۔ اور رضا کاران نے بھی نہایت محبت سے اور محنت سے رضا کارانہ خدمات سرانجام دیں۔ اور جلسہ گاہ اور پلیٹ فارم کے انتظام میں بہت کافی مدد فرمائی جس کے لئے انجمن صاحبزادہ پیر سید نذر حسین شاہ اور رضا کاروں کی بدل مشکور ہے۔

دوکانات

امسال بھی سال ماسبق کی طرح بلکہ اس سے زیادہ دوکانات ہر قسم جلسہ گاہ اور مڑی کے درمیان مسجد کے راستے میں اور مزار مبارک کے ارد گرد لگی ہوئی تھیں۔ دوکانات میں کھیل۔ فالودہ۔ مٹھائی۔ پارچات۔ قلعی برتن۔ چینی برتن۔ کتب کی دکانات۔ ہوٹل ہا موجود ہے۔ جس میں شاملین جلسہ اور اہل دیہات کو ہر شے بڑی آسانی سے اور مناسب ارزاں قیمت پر مہیا ہوتی تھیں۔

روحانی دعوے

آغاز جلسہ ۵،۔ اجلاس اول زیر صدارت عالی جناب حضرت سجادہ نشین چورہ شریف شروع ہوا۔

عالیجناب حضرت صاحبزادہ پیر ظہور حسین شاہ صاحب نہایت ہی پُر تاثیر آواز میں قرآن پاک کی تلاوت فرمائی - ان کے بعد محمد منیر صاحب - غلام سرور - اشفاق حسین نے تلاوت قرآن پاک سے حاضرین کو مستفیض کیا - اور ان کے بعد جناب محمد صدیق صاحب / مسعود احمد صاحب متعلمان مدرسہ نقشبندیہ علی پور شریف نے نہایت ہی پُر درد آواز میں نعت خوانی کی - اور جناب مولنٰنا الحاج مولوی محمد عبد الحمید خان صاحب نے تلاوت قرآن پاک کی اور نعت رسول علیہ الصلوۃ والسلام پُر درد لہجہ میں حاضرین کو سنا کر تحسین حاصل کی - اس کے بعد جناب مولنٰنا مولوی غلام نبی صاحب نے مدارج اولیائے کرام واستمداد اولیائے عظام پر مؤثر مدلل اور نہایت ہی دل نشین وعظ کیا - ان کے بعد عالی جناب مولنٰنا الحاج علامہ دہر عالم بے بدل واعظ ترین بیان حضرت حافظ مولوی محمد عبد الرشید صدر مدرس بیت العلوم نقشبندیہ آستانہ عالیہ علی پور شریف نے نہایت عالمانہ - مدلل - مؤثر منقول و منقول دل پذیر - اتباع سلف صالحین پر وعظ کیا تھا - بالکل نور کی بارش تھی - مولنٰنا عالم متبحر نے اپنے بیان بے نظیر سے تمام حاضرین کو اس قدر مسحور کر دیا - کہ تمام اہل جلسہ بالکل خاموش بُت بنے ہوئے تھے - سبحان اللہ - آپ اتباع سلف صالحین یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اتباع - اولیائے کرام - علمائے اہل سنت والجماعت کی اتباع قرآن پاک کی آیات بینات اور حدیث رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم سے ایسے مدلل پیرایہ میں ثابت کی کہ تمام علمائے کرام اور اہل علم جو جلسہ میں موجود تھے - اور تمام شاملین جلسہ بیک آواز مولنٰنا صاحب کے بے نظیر بیان اور علم کی بے حد تعریف کرتے تھے - بارگاہِ ایزدی میں دلی دعا ہے کہ مولیٰ کریم محترم مولنٰنا الحاج کو اس سے بھی زیادہ علم و عمل اور نور باطن عطا فرماوے - تاکہ آپ اپنے اور نور باطنی سے عامۃ المسلمین کے دلوں میں درست عقائد اور نور ایمان عطا کرتے رہیں - خاکسار اپنے محترم بزرگ جناب مولنٰنا مولوی قطب الدین جھنگوی والا بزرگوار جناب مولنٰنا الحاج مولوی محمد عبد الرشید صاحب کو مولنٰنا کے بحر علم - حسن و علو بیان و وعظ پر دلی مبارک پیش کرتا ہے مولنٰنا صاحب نے اپنے وعظ میں مستورات پردہ پر بھی قرآن حدیث کے مطابق وعظ فرما کر حاضرین کو مستفیض فرمایا - اور جلسہ کے بعد نعت خوانی کے اور دعا برائے کھانا دوپہر نماز ظہر بند کیا گیا - کیونکہ گرمی سخت تھی - اس کے دوپہر کے بعد کا جلسہ ذرا دیر سے شروع ہوا - اول قرآن خوانی نعت خوانی کی گئی - اور سائیں غلام محمد - محمد ادریس صاحب اور دیگر اصحاب نے نعت خوانی کی - ان کے بعد جناب مولنٰنا الحاج جناب مولوی نور محمد صاحب امین آباد ڈسکہ نے اپنی پیاری دلکش سُریلی آواز میں نعت خوانی کی - اور نہایت ہی پیاری آواز میں سرکار دوعالم علیہ السلام کی محبت اور غلامی پر وعظ فرمایا - اور حاضرین سے تحسین حاصل کی - جلسہ برائے نماز عصر و مغرب برخاست ہوا - بعد از نماز مغرب تلاوت قرآن حکیم

سے جلسہ کا آغاز ہوا۔ جناب عبدالرحمٰن۔ اشفاق حسین، محمد صالح صاحب نے قرآن خوانی کی۔ عبدالخالق۔ غلام محمد اور منشی کرم الٰہی نے نعت ہا سنائیں۔ اور جناب مولوی محمد یامین صاحب نے اسرار اولیاء اللہ پر مفصل اور مؤثر وعظ فرمائی۔ اور ان کے بعد حیدرآباد دکن کے نعت خوان اصحاب نے نہایت ہی خوش الحان سے بہ صد اہتمام طریق میں اور منقبت در شان اعلیٰ حضرت امیر الملت اور جناب حضرت نور علی نور صاحب زادہ عالیجناب پیر سید نور حسین میں پڑھکر سنائیں۔ اور جملہ حاضرین کو اپنی سریلی آواز سے نہایت محفوظ کیا۔ تمام شاملین جلسہ ہمہ تن گوش دم بخود نعت ہا و منقبت کو بدل و جان سنکر خوش و خورم ہو رہے ہے اور ان کے بعد حضرت مولانا مولوی ضیاء اللہ نعمانی۔ بی۔ اے فیروز آبادی نے معیت الصادقین معیت الصالحین مصاحبت صالحین پر نہایت ہی دلپذیر پیرایہ میں جامع اور مدلل وعظ فرمایا۔ اور سامعین کو اپنی حسن بیان سے محظوظ فرمایا۔ ان کے بعد فاضل نوجوان۔ جناب ملک امجد حسین صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ لاہور نے موجودہ زمانہ کی ترقیات سائنس اور علم دین کے ارشادات کے ماتحت اور ان نطائق نہایت فاضلانہ اور عالمانہ طریق پر بیان فرماکر پابندی ارکان اسلام و احکام اسلام برتری ثابت کی۔ اللہ تعالےٰ اس نوجوان کو زندگی کے ہر مرحلہ میں کامیاب فرمائے۔ اور محبت دین اور صوفیائے کرام کا انہماک عطا کریں۔ ان کے بعد علامہ دہر شیر نیستان علم الٰہی فاضل بے مثل۔ عالم بے عدل حضرت مولنا مولوی محمد عمر صاحب اچھروی لاہوری۔ حسن اتفاق اور خوش نصیبی شاملین جلسہ۔ تشریف فرما ہوئے۔ اور آپ نے منقبت۔ اہل سنت والجماعت کے صدق، اور دیگر اصحاب عقائد کا باطلہ رکھنے والوں کے عقائد کا تارو پود ایسے دلکش پیرایہ میں بکھیرا اور ادھیڑا جو ان ہی کا حصہ ہے۔ اور ان کے عقائد باطلہ اور فاسدہ کی کامل مکمل تردید کر کے منقبت اہل سنت والجماعت کی برتری برگزیدگی ثابت فرمائی۔ اگرچہ رات کے بارہ بج چکے تھے۔ مگر ہر ارخ شاملین جلسہ نہایت دل جمعی اور خاموشی سے ہمہ گوش ہو کہ حضرت مولنا کی پیاری پیاری وعظ کو سنتے ہیں۔ بالآخر چونکہ چونکہ آپ نے اسی وقت نارووال جانا تھا۔ کیونکہ وعظ بند فرماکر آپ اسی وقت چلے گئے۔ اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں ملی دعا ہے۔ کہ مولا کریم ان برگزیدہ عالمان دین کو برائے ہدایت اہل ایمان و اسلام تادیر زندہ رکھے آمین۔

روز دوم مورخہ ۱۱ مئی ۱۹۵۹ء زیر صدارت عالی جناب سراج الملت اعلیٰ حضرت سجادہ نشین آستانہ عالیہ صدر الافاضل حافظ پیر سید محمد شاہ صاحب محدث علی پوری جلسہ کا آغاز ہوا۔ طلبائے مدرسہ نقشبندیہ آستانہ عالیہ علی پور شریف نے تلاوت قرآن مجید کی۔ اور طلبا مدرسہ نقشبندیہ نے نعت خوانی کی۔ اور جناب مولنا مولوی الٰہی بخش صاحب نے اولیاء اللہ ان کی صفات اور مدارج پر نہایت عالمانہ وعظ فرمایا۔ ان کے بعد منشی غلام محمد صاحب اور محمد صدیق صاحب نے نہایت خوش الحانی سے نعت ہا سامعین سنا کر محظوظ کیا۔ اور پھر جناب مولنا مولوی محمد شریف صاحب باجڑوی نے نہایت پر تاثیر۔ معقول اور منقول محبت رسول علیہ السلام پر وعظ فرما کر اہل سے تحسین و آفرین فاضل کی۔ ان کے بعد مولنا الحاج حضرت مولوی محمد خوب صاحب احمد آبادی خلیفہ مجاز سرکار علی پوری نور اللہ مرقدہ نے درد بھرے اور پر محبت انداز میں مختلف موضوعوں پر نورانی وعظ فرمایا۔ سبحان اللہ ان کی تقریر پر نورانی نے اپنا نورانی اثر تمام شاملین جلسہ پر کیا ہوا تھا۔

مولنا سرکار علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے پرانے خادموں سے ہیں۔ آپ اپنی شکل و صورت میں نورانی جسم و جان میں نورانی اور نور بخش ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ بطفیل سرکار علی پوری رحمۃ اللہ علیہ ان کے مدارج میں مزید ترقی فرمائے۔ ان کے بعد صاحب مولنا سید احمد علی شاہ صاحب معیت اور مصاحبت اولیاء اللہ پر مختصر اور موثر و مدلل وعظ فرمایا۔ گل فروش نے نعت سنائی اور ان کے بعد عالی جناب فضیلت مآب حضرت مولنا الحاج پیر خواجہ محمد شفیع صاحب سجادہ نشین دربار چورہ شریف نے پرمعنی پر کیف پر نور استمداد اور کرامات اولیاء پر وعظ فرمایا۔ ہر لفظ نور سے معمور تھا۔ اور مولنا روم علیہ الرحمۃ کے شعر کی ہر ارشاد و ہر لفظ وعظ سے تصدیق ہوتی تھی۔ تو

نورانی زدا آگاہ کند۔
باسخن ہم نور راہمراہ کند ۔

اولیاء اللہ کے کلمات طیبات پھر اولیاء کامل کی زبان سے جب یہاں کہہ جادیں تو جو تاثیر اسی کلام نورانی سے نیک دل اور سعید روحوں میں پیدا ہوتی اس کو وہی لوگ جانتے ہیں جو اس کوچہ میں آنے والے ہیں۔ کے بعد دوپہر کے کھانے اور نماز ظہر کیلئے جلسہ برخاست ہوا۔ اور بعد نماز ظہر دوسرا اجلاس قریب چار بجے تلاوت قرآن پاک اور نعت خوانی سے شروع ہوا۔ اور قادری صاحب مختار احمد صاحب حافظ عبداللطیف صاحب نعت خوانی کی۔ اور عالی جناب حضور مولنا الحاج مولوی محمد صادق صاحب خطیب جامع مسجد زینت المساجد گوجرانوالہ نے تصوف اور صوفی پر مناسب ہی عالمانہ فاضلانہ وعظ فرما کر سامعین کو مستفیض فرمایا۔ مولنا کا طرز بیان نہایت ہی نرالا اور دل پذیر تھا۔ ہر مسئلہ قرآن پاک کی آیات طیبہ اور خدمت رسول علیہ السلام سے ثابت کر کے سامعین کو محظوظ فرمایا۔ اور نعت خوانی کے بعد اس اجلاس کا بھی اختتام کیا گیا۔

اجلاس سوم رات آٹھ بجے زیر صدارت اعلیٰ حضرت سراج الملت تلاوت قرآن پاک اور نعت خوانی سے شروع ہوا۔ شیخ افتخار احمد صابر صاحب نے حافظ عبداللطیف صاحب گلفروش صاحب وزیر آبادی نے نعت خوانی کی۔ اور ان کے بعد پھر نعت خواں حیدر آباد دکن نے اپنے پیارے اور دل خوش کن انداز میں نعت کے اور منقبت سرکار علی پوری نور اللہ مرقدہ اور عالیجناب حضرت صاحبزادہ پیر نور حسین شاہ صاحب میں سنائیں۔ اور اہل جلسہ کے دلوں کو خوش کر کے دعائیں حاصل کیں۔ ان کے بعد جناب مولنا منظور صاحب وزیر آبادی نے مختصر مگر موثر اور دلچسپ وعظ فرمایا۔ ان کے بعد صاحب مولنا مولوی عبدالعزیز خطیب جامع مسجد سانگلہ ہل نے اہل سنت جماعت فرقہ کی حقانیت اور صوفیائے کرام کے خاص قبولیت اور مدارج نہایت احسن طریق سے بیان فرمائے۔

اور صاحب سلطان العارفین حضرت باہو رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار سے حاضرین کو نہایت محظوظ اور مستفیض کیا۔ آپ کے بعد عالی جناب فضیلت مآب مولنا الحاج صاحبزادہ پیر سید اختر حسین شاہ مدظلہ العالی نے حقانیت اسلام اور منقبت پہ بے نظیر وعظ فرمایا۔ زاں سید عالیجناب خاں بہادر بخشی مصطفیٰ علیخاں بہاجر مدنی کے مکتوب آمدہ از مدینہ شریف کا مطلب سنایا گیا۔ اور شاملین جلسہ سے چندہ برائے تعمیر جماعت منزل مدینہ شریف اپیل کی گئی۔ مخدوم محترم صاحب جود و کرم اعلیٰ حضرت رفیع المنزلت جناب مولنا الحاج صاحبزادہ پیر سید نور حسین شاہ ادام اللہ برکاتہ نے اپنی جیب خاص سے برائے تعمیر جماعت منزل مدینہ منورہ دس ہزار روپیہ عطا کرنے کا اعلان فرمایا۔ آپ نے اس سے چند دن پیشتر نارووال کی مسجد کے لئے بھی

پانچ ہزار روپیہ عطا فرمایا تھا۔ یاران طریقت نے بھی حسب توفیق خود دل کھول کر چندہ دیا۔
ازاں بعد قرآن خوانی کی گئی۔ اور سلام پڑھا گیا۔ اور نہایت خشوع خضوع سے دعا مانگی گئی۔ اس طرح اس پاک اور مقدس
اجلاس کا خاتمہ ہوا۔ بارگاہ ایزدی میں دلی دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس دودمان عالی تزاد کو تا ابد قائم رکھے۔ آمین۔ ثم آمین۔

اخبار

۱۔ انجمن خدام الصوفیہ کا چھپن ۵۶ واں سالانہ اجلاس ۱۰/۱۱ مئی ۱۹۵۹ء بروز اتوار و پیر آستانہ عالیہ علی پور شریف میں منعقد
ہوا۔ یاران شاملین کی تعداد قریباً بیس ۲۰ پچیس ۲۵ ہزار ہوگی۔ جس کی روئداد دوسری جگہ درج کر دی گئی ہے۔

۲۔ عالی جناب اعلیٰحضرت سراج الملت ایک رات سیالکوٹ تشریف لائے۔ اور دوسرے دن علی الصبح کاموکے برائے صدارت
جلسہ تشریف لے گئے۔ اور وہاں آپ براستہ لاہور ساہنگلہ تشریف لے گئے۔ آج کل لائل پور میں ہیں۔

(۳) آستانہ عالیہ علی پور شریف میں بالکل خیریت ہے۔ اور جناب صاحبزادہ پیر سید اختر حسین شاہ صاحب برائے
شرکت جلسہ انجمن خدام الصوفیہ [illegible] تشریف لے گئے تھے۔

(۴) اعلیٰحضرت عالی جناب حضرت مولانا الحاج پیر سید نور حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی آستانہ عالیہ میں تشریف
فرما ہیں۔ اور باقی صاحبزادگان عالی مقام علی پور شریف میں ہی تشریف رکھتے ہیں۔

(۵) گرمی شدت سے پڑ رہی ہے۔ موسم برسات کی از حد ضرورت ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنی مخلوق پر رحم فرما کر رحمت
باراں ارسال کرے۔

(۶) اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں دلی دعا ہے کہ مولیٰ کریم پاکستان پر اپنا فضل و کرم تا ابد مبذول فرماتا رہے۔

بقیہ حضرت مولانا الحاج سید پیر نور حسین شاہ صاحب کی سخاوت ص ۲ سے آگے

جناب صاحبزادہ پیر سید حیدر حسین صاحب نے اس گنہگار کو اعلیٰ قسم کا سروپا عنایت فرمایا جس میں
ایک ریشم سے کاڑھا ہوا بیش قیمت تھا۔ جو اوّلاً میں نے سب کچھ حضور قبلہ عالم سرکار علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے حسب الحکم پیش کیا۔
حضور والا تبار سرکار علی پوری رحمۃ اللہ نے اس انعام سروپا کو دیکھ کر نہایت پیارے انداز میں ارشاد فرمایا ماسٹر جی۔ عزیزہ اور عزیزہ
نور حسین کی نظر میں اس دنیاوی اشیاء کی کوئی وقعت نہیں ہے۔ خدا تعالےٰ ان کو ہر طرح سے خوش و خرم رکھے گا۔ اور کسی چیز کی ان کے
پاس کمی نہ ہوگی۔ زر و دولت ان کے قدموں میں نثار ہی ہوتی رہے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہو رہا ہے اور خدا کرے۔ تا دوام ایسا ہی
ہوتا رہے۔ آمین۔ ثم آمین۔ فقیر محمد کرم الٰہی

سے جلسہ کا آغاز ہوا۔ جناب عبد الرحمٰن۔ اشفاق حسین، محمد صالح صاحب نے قرآن خوانی کی۔ عبد الخالق۔ غلام محمد اور منشی کرم الٰہی نے نعت ہا سنائیں۔ اور جناب مولوی محمد یامین صاحب نے استمداد اولیاء اللہ پر مفصل اور مؤثر وعظ فرمائی۔ اور ان کے بعد حیدرآباد دکن کے نعت خوان اصحاب نے نہائیت ہی خوش الحان سے پردرد اور پرکیف طریق میں اور منقبت در شان اعلیٰحضرت امیر الملت اور جناب حضرت نور علی نور صاحبزادہ عالیجناب پیر سید نور حسین میں پڑھکر سنائیں۔ اور جملہ حاضرین کو اپنی سریلی آواز سے نہائیت محظوظ کیا۔ تمام شاملین جلسہ ہمہ تن گوش دم بخود نعت ہا و منقبت کو بدل و جان سنکر خوش و خورم ہو رہے اور ان کے بعد حضرت مولانا مولوی ضیاء اللہ نعمانی۔ بی۔ اے بیر نونڈ آبادی نے معیت الصادقین صحبت الصالحین مصاحبت صالحین پر نہائیت ہی دلپذیر پیرایہ میں جامع اور معقول وعظ فرمایا۔ اور سامعین کو اپنی حسن بیان سے محظوظ فرمایا ان کے بعد فاضل نوجوان۔ جناب ملک امجد حسین صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ لاہور نے موجودہ زمانہ کی ترقیات سائنس اور علم دین کے ارشادات کے ماتحت اور ان نطائق نہائیت فاضلانہ اور عالمانہ طریق پر بیان فرماکر پابندی ارکان اسلام و احکام اسلام برتری ثابت کی۔ اللہ تعالیٰ اس نوجوان کو زندگی کے ہر مرحلہ میں کامیاب فرمائے۔ اور محبت دین اور صوفیائے کرام کا انہماک عطا کریں۔ ان کے بعد علامہ دہر شیر نیستان علم الٰہی فاضل بے مثل۔ عالم بے عدل حضرت مولنا مولوی محمد عمر صاحب اچھروی لاہوری۔ حسن اتفاق اور خوش نصیبی شاملین جلسہ۔ تشریف فرما ہوں۔ اور آپ نے منقبت۔ اہل سنت والجماعت کے صدق، ودیگر اصحاب عقائد کا باطلہ رکھنے دونوں کے عقائد کا تار و پود ایسے دلکش پیرایہ میں بکھیرا اور ادھیڑا جو ان ہی کا حصہ ہے۔ اور ان کے عقاید باطلہ اور فاسدہ کی کامل مکمل تردید کرکے منقبیت اہل سنت والجماعت کی برتری برگزیدگی ثابت فرمائی۔ اگرچہ رات کے بارہ بج چکے تھے۔ مگر ہر ارخ شاملین جلسہ نہائیت دل جمعی اور خاموشی سے ہمہ گوش ہوکہ حضرت مولنا کی پیاری پیاری وعظ کو سنتے ہیں۔ بالآخر چونکہ چونکہ آپ نے اسی وقت نا روال جانا تھا۔ کیونکہ وعظ بند فرماکر آپ اسی وقت چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دلی دعا ہے۔ کہ مولا کریم ان برگزیدہ عالمان دین کو برائے ہدایت اہل ایمان و اسلام تا دیر زندہ رکھے آمین۔

روز دوم مورخہ ۱۱ مئی ۱۹۵۹ء زیر صدارت عالی جناب سراج الملت اعلیٰ حضرت سجادہ نشین آستانہ عالیہ صدر الا فاضل حافظ پیر سید محمد شاہ صاحب محدث علی پوری جلسہ کا آغاز ہوا۔ طلبائے مدرسہ نقشبندیہ آستانہ عالیہ علی پور شریف نے تلاوت قرآن مجید کی۔ اور طلبا مدرسہ نقشبندیہ نے نعت خوانی کی۔ اور جناب مولنا مولوی الٰہی بخش صاحب نے اولیاء اللہ ان کی صفات اور مدارج پر نہائیت عالمانہ وعظ فرمایا۔ ان کے بعد سائیں غلام محمد صاحب اور محمد صدیق صاحب نے نہائیت خوش الحانی سے نعت ہا سامعین سنا کر محظوظ کیا۔ اور پھر جناب مولنا مولوی محمد شریف صاحب باجڑوی نے نہائیت پر تاثیر۔ معقول اور منقول محبت رسول علیہ السلام پر وعظ فرماکر اہل سے تحسین و آفرین حاصل کی۔ ان کے بعد مولنا الحاج حضرت مولوی محمد خوب صاحب احمد آبادی خلیفہ مجاز سرکار علی پوری نور اللہ مرقدہ نے درد بھرے اور پر محبت انداز میں مختلف موضوعوں پر نورانی وعظ فرمایا۔ سبحان اللہ ان کی تقریر نورانی نے اپنا نورانی اثر تمام شاملین جلسہ پر کیا ہوا تھا۔